



امام الشاہ احمد نورانی

اور

سیاستِ اسلامیہ

حضرت علامہ مولانا مفتی
محمد بشیر القادری
ایم اے اسلامیات و خطیب سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کراچی

منجانب ادارہ تحقیقات امام الشاہ احمد نورانی صدیقی القادری رحمۃ اللہ علیہ

رابطہ: 0321-2907739

صلی اللہ علیہ وسلم

بلغ العلیٰ بکمالہ

کشف الدجیٰ بجمالہ

حسنت جمیع خصالہ

صلوا علیہ وآلہ

علیہ الصلوٰۃ والسلام

کلام شیخ سعدی

امام شاہ احمد نورانی صدیقی اور سیاست اسلامیہ:

حضرت شیخ امام شاہ احمد نورانی صدیقی قدس سرہ نے اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کے ہر شعبہ میں جو عظیم خدمات لیں، ان کی نظیر ماضی کی کئی صدیوں میں ڈھونڈے سے نہیں ملتی، حضرت امام شاہ احمد نورانی کے دینی، سیاسی، ملی، افکار کی تشریح وتوضیح کے ضمن میں فقیر راقم الحروف نے قدم بڑھایا ہے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے منزل تک پہنچائے۔

میرے سامنے امام شاہ احمد نورانی کی خدمات کے بے شمار پہلو ہیں، ان میں سے اس وقت کتاب ہذا کے موضوع کے پیش نظر عہد حاضر میں سیاست اسلامیہ اور امام شاہ احمد نورانی صدیقی کی فکری، عملی خدمات، مذہبی سیاست کے بارے میں اسلامی تعلیمات کا ایک واضح تصور ابھر کر سامنے آتا ہے، مگر آج کی دنیا میں جو سیاسی نظام عملاً قائم ہیں، ان کے دیئے ہوئے تصورات لوگوں کے دل ودماغ پر اس طرح چھائے ہوئے ہیں کہ ان کے اثرات سے اپنی سوچ کو آزاد کرنا بہت مشکل ہو گیا ان بناوٹی نظاموں نے کچھ چیزوں کو اچھا اور کچھ کو برا قرار دیکر اپنے ان نظریات باطلہ کا پروپیگنڈا اتنی شدت کے ساتھ کیا ہے کہ لوگ اس کے خلاف کچھ کہنے یا کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ اول تو اس لئے کہ پروپیگنڈے کرنے والوں نے لوگوں کے ذہن ہی ایسے بنا دیئے ہیں کہ ان باطل نظریات کو ایک مسلم سچائی کے طور پر قبول کر لیا ہے۔

دوم: اگر کوئی مذہبی شخص ان کے نظریات باطلہ سے اختلاف بھی رکھتا ہو تو ان کے خلاف کچھ بولنا دنیا بھر کی ملامت اور طعن وتشنیع کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔

اس لئے وہ خاموشی میں ہی عافیت سمجھتا ہے ایسی حالت میں امام شاہ احمد نورانی صدیقی

کے افکار سیاسی، جو بنیادی طور پر مغربی انداز سیاست سے متاثر لوگوں کو یقیناً اچھے محسوس نہیں ہوتے، مگر یاد رہے کہ یہ افکار امام شاہ احمد نورانی صدیقی کے ذاتی افکار نہیں ہیں، بلکہ ان کی بنیاد قرآن وسنت اور خلافت راشدہ کے طرز عمل پر ہے اور ان کے پیچھے نقلی اور عقلی دلائل کی مضبوط طاقت ہے، اس لئے ان کا مطالعہ اور ان افکار سیاست پر ٹھنڈے دل اور غیر جانبدار ذہن سے ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے غور کرنا بہت ضروری ہے، تاکہ حقیقت حال واضح ہو سکے۔

امام شاہ احمد نورانی کہتے ہیں کہ اسلام میں سیاست کا مقام اور اسلام کا نظام حکومت اور حکومت کے فرائض اور اسلام میں سیاسی جدوجہد کا طریقہ کار امام شاہ احمد نورانی نے مذہبی سیاست میں ثابت قدمی کا اس طرح مظاہرہ کیا کہ دور حاضر میں جب بہت سے باطل نظریات کی آمیزش نے سیاست کے بارے میں اسلامی تعلیمات کو دھندلا کر دیا ہے اور سیاست کو بدنام کر کے رکھ دیا، مگر امام شاہ احمد نورانی صدیقی نے اسلامی سیاست کی اور لوگوں کو اسلامی سیاست کی صحیح شکل وصورت بتائی، اور پروپیگنڈے کرنے والوں کے شور وشغب سے مرعوب نہیں ہوئے۔

آج کل کے مغربی تعلیم یافتہ یہ کہتے ہیں کہ مذہب کا سیاست میں کوئی عمل دخل نہیں ہونا چاہیے، اور مذہب وسیاست دونوں کا دائرہ عمل مختلف ہے دونوں کو اپنے اپنے دائرے میں ایک دوسرے کی مداخلت کے بغیر کام کرنا چاہیے، دین وسیاست کی تفریق کا یہی نظریہ عہد حاضر میں ترقی کر کے ''سیکولرزم'' کی شکل اختیار کر گیا، جو آج کے نظامہائے سیاست میں مقبول ترین نظریہ سمجھا جاتا ہے، ظاہر ہے کہ اسلام میں اس نظریے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

اور یہی امام شاہ احمد نورانی صدیقی کی امت مسلمہ کو تعلیمات ہیں کہ اسلام کی تعلیمات چونکہ ہر شعبہ زندگی سے متعلق ہیں جن میں سیاست بھی داخل ہے، اس لئے اسلام میں سیاست کو دین ومذہب سے بے تعلق رکھنے کا کوئی جواز شرعاً، عقلاً موجود نہیں ہے۔

امام شاہ احمد نورانی صدیقی کا کہنا ہے کہ عہد حاضر میں بہت سے مسلمانوں نے جن میں علماء، صوفی پیر، شیخ، نے عیسائیت اور سیکولرزم کے اس باطل نظریے کی بھرپور مدد کی، اور اس

باطل نظریے کو پروان چڑھایا، امام شاہ احمد نورانی ایسے لوگوں کی تردید کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ سیاست دین سے الگ نہیں ہے، بقول اقبال مرحوم

جدا ہو دیں سے سیاست تو رہ جاتی ہے چنگیزی

امام شاہ احمد نورانی سیاست باطلہ کے نظریے کی کیوں تردید کرتے ہیں، اس لئے کہ دین اسلام دین وسیاست کی تفریق کے اس نظریے کی پرزور تردید کرتا ہے۔

امام شاہ احمد نورانی کا یہ بھی کہنا ہے کہ لوگوں نے سیکولرزم کی تردید کے جوش میں ایک نہایت باریک غلطی کی ہے مگر دیکھنے میں بڑی باریک اور معمولی ہے مگر اس کے اثرات زیادہ ہو سکتے ہیں اور ہوئے ہیں وہ یہ کہ سیکولرزم کی تردید کے جوش میں سیاست کو اسلامی بنانے کے بجائے اسلام کو سیاسی بنا دیا ہے، کہنا یوں تھا سیاست کو دین سے الگ نہ ہونا چاہیے۔

لیکن کہا یوں دین کو سیاست سے الگ نہیں ہونا چاہیے۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ اسلام کے بہت سے احکام سیاست وحکومت سے متعلق ضرور ہیں اور ایمان کا تقاضا بھی یہ ہے کہ ہر مسلمان دین اسلام کے دوسرے احکام کی طرح ان احکام پر بقدر استطاعت عمل کرنے اور کرانے کی کوشش کرے۔

حاکم کا فرض ہے کہ وہ اسلامی احکام کو نافذ کرے، اور انہی احکام کے مطابق حکومت کرے، اور عوام کا فرض ہے کہ وہ شرعی احکام کے مطابق ایسی حکومت کے قیام کی کوشش اور اگر وہ قائم ہو جائے تو اس حاکم وقت (امام زماں) کی اطاعت کریں۔

فصل نمبر۵:

امام شاہ احمد نورانی' بائیکاٹ اور ہڑتال کا شرعی حکم کرتے ہوئے کہتے ہیں:

مثلاً حکومت سے اپنے مطالبات منوانے کے لئے آج کل ہڑتالوں کا طریقہ اختیار کیا

جاتا ہے، اگر بات صرف اس حد تک ہوتی کہ لوگ اپنی خوشی سے احتجاجاً کاروبار بند کردیں تو دوسرے مفاسد کی عدم موجودگی میں اسے ایک مباح تدبیر کہا جاسکتا تھا، لیکن ایسی ہڑتال جو لوگوں نے کلیتہً اپنی خوشی سے کی ہو آج دنیا میں اس کا وجود بہت کم ہے، اکثر و بیشتر تو لوگوں کو ان کی خواہش اور رائے کے برخلاف ہڑتال میں حصّہ لینے پر مجبور کیا جاتا ہے اگر کوئی حصہ نہ لے تو اس کو جسمانی اور مالی اذیتیں دی جاتی ہیں، سنگباری اور آتشزنی تو ہڑتال کا لازمی حصّہ بن گئے ہیں، سڑکوں پر رکاوٹیں کھڑی کرکے لوگوں کے لئے اپنی ضرورت سے چلنا پھرنا مسدود کردیا جاتا ہے۔

چلتی ہوئی گاڑیوں پر پتھراؤ ہوتا ہے بہت سے لوگ اس قسم کی ایذارسانیوں کے خوف سے اپنا کاروبار بند رکھتے ہیں کہ کہیں دہشت گرد نہ آجائے، اور ایسا ہوتا بھی ہے۔

جو ضرورت مند شخص باہر نکلنے پر کسی خا [illegible] سے مجبور ہو، وہ ہر وقت جانی و مالی نقصان کے خطرے میں رہتا ہے اور بسا اوقات کوئی نہ کوئی بے گناہ، دہشت گردوں کے ہاتھوں مارا جاتا ہے، بعض مرتبہ مریض علاج کو ترس ترس کر رخصت ہوجاتے ہیں اور بہت سے غریب لوگ فاقہ کشی کا شکار ہوجاتے ہیں، پاکستان میں خصوصاً کراچی شہر میں ۱۹۸۵ء کے بعد اور ۱۹۹۹ء تک تقریباً دہشت گردوں نے بائیکاٹ اور ہڑتالیں اپنے مخصوص مقاصد کرنے کے لئے کیں جن میں ہزاروں بے گناہ مسلمان موت کے گھاٹ تک پہنچادیے گئے، یہ تمام باتیں ہڑتال کا ایسا لازمی حصہ بن گئی ہیں کہ ان کے بغیر کسی "کامیاب ہڑتال" کا تصور نہیں ہوسکتا، ظاہر ہے کہ یہ تمام باتیں شرعاً حرام و ناجائز ہیں اور جو چیز ان حرام و ناجائز باتوں کا لازمی سبب بنے وہ کیسے جائز ہوسکتی ہے؟ لہذا امام شاہ احمد نورانی فرماتے ہیں کہ دین اسلام نے ایسی ہڑتالوں، بائیکاٹوں، کے مروجہ طریقوں کو ناجائز و حرام قرار دیا ہے، تحریکات خلافت کے زمانے میں ترک موالات کے جو طریقے اختیار کیے گئے تھے ان میں ہڑتال بھی داخل تھی۔

ترک موالات کے تحت یہ تحریک چلائی گئی تھی کہ برطانوی مصنوعات کا بائیکاٹ کیا جائے

چنانچہ اہل تحریک نے ایسی دکانوں پر جو برطانوی مصنوعات فروخت کرتی تھی رضا کار مقرر کردیئے تھے، جو لوگوں کو جس طرح ممکن ہو وہاں سے خریداری کرنے سے روکتے تھے اگر خرید چکے ہوں تو ان کو واپسی پر مجبور کرتے تھے، نیز دکانداروں کو مجبور کرتے تھے، کہ وہ ایسی اشیاء اپنی دکانوں پر نہ رکھیں، اگر وہ نہ مانیں تو ان کو نقصان پہنچاتے تھے خواہ اس دکاندار کے پاس کوئی اور ذریعہ معاش نہ ہو، اور اس تجارت کے بند کرنے سے اس کے اہل و عیال پر فاقوں کی نوبت آجائے، امام شاہ احمد نورانی صدیقی ان طریقوں کا شرعی حکم بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ایسے واقعات بھی متعدد گناہوں پر مشتمل ہے، صرف ایک مباح فعل کے ترک پر مجبور کرنا، نہ ماننے والوں کو ایذا دینا، مال جلانا، جان مارنا، جو بہت بڑا ظلم ہے اگر اس کو واجب شرعی بتلایا جائے تو شریعت کی تحریف و تغیر لازم آئے گی، یہ بھی شرعاً ظلم ہے اور ہڑتال کا بھی وہی حکم ہے اس میں بھی وہی خرابیاں ہیں جو بائیکاٹ کی بتائی گئی اور اگر ان احتجاجات مذکورہ میں شرکت نہ کرنے پر ایذا جسمانی کی بھی نوبت آجائے جیسے ہمارے ملک پاکستان خصوصاً کراچی میں اور حیدرآباد وغیرہ شہروں میں ۱۹۸۵ء کے بعد دہشت گردوں کی طرف سے ہوا، تو یہ بہت بڑا گناہ ہونے۔ اضرار مالی سے بھی اشد اور منافی اقتضائے اسلام ہے۔ "لہذا ہڑتال، بائیکاٹ" کے مروجہ طریقے شریعت کے خلاف اور ناجائز حرام ہیں، باقی رہی بھوک ہڑتال۔

بعض لوگ اپنے جائز ناجائز مطالبات منوانے کے لئے بھوک ہڑتال بھی کرتے ہیں اگر کوئی گرفتار ہوجائے اور جیل میں یا گرفتار نہ ہو، پھر بھی اپنے مطالبات منوانے کے لئے بھوک ہڑتال کرتے ہیں، یہاں تک کہ جیل میں بھوک ہڑتال کرنے والے کئی جیلوں میں مر بھی جاتے ہیں اور اندھی قوم میں ان کی مدح کی جاتی ہے، حضرت امام شاہ احمد نورانی صدیقی نے ہزار مرتبہ سے زیادہ بھوک ہڑتال کی شرعاً تردید کی اور بھوک ہڑتال۔ مرنے والوں کی موت کو خود کشی اور حرام کی موت قرار دیا، فرمایا اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا وَلَا تَقْتُلُوْا اَنْفُسَكُمْ وفي الهدية كتاب الاكراه، فانه كما لو حالة المخمصة، وفي العنا

بہ فامتناعہ عن التناول کامتناعہ من تناول الطعام الحلال حتیٰ تلفت نفسہ او عضوہ فکان اثماء الخ۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ جان بچانا اس درجہ فرض ہے کہ اگر حالتِ اضطرار میں اندیشہ مرجانے کا ہو اور مردار کھانے سے جان بچ سکتی ہو تو اس کا نہ کھانا اور جان دے دینا معصیت ہے چہ جائیکہ طعام حلال کا ترک اور اس فعل کی مدح کرنے میں تو اندیشہ کفر ہے کہ صریح تکذیب ہے، شریعت کی کہ شریعت جس فعل کو مذموم کہتی ہو یہ اس کو محمود کہتا ہے۔

عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ امام شاہ احمد نورانی ایسی تمام چیزوں پر یقین نہیں رکھتے (راقم الحروف) قارئین کرام ہم اس وقت تک کامیابی سے ہمکنار نہیں ہوسکتے جب تک ہم میں سے کوئی شرعی طریقے سے بڑا (امام) نہ ہو اس وقت سب سے بڑی وجہ ناکامی کی یہی ہوئی کہ مسلمانوں کے سر پر کوئی بڑا (امام) (امیر) نہیں، نہ مسلمانوں کی قوت کسی مرکز پر جمع ہے اور نہ ہوسکتی ہے جب تک کہ بالاتفاق ایک کو بڑا (امام) نہ بنالیں، اگر ہمارا امام ہو تو ہمارے سب کام ٹھیک ہوسکتے ہیں امام کی پوری پوری اطاعت کی جائے اور اگر امام کی اطاعت کرتے ہوئے جان بھی چلی جائے تو کوئی حرج نہیں، خیر القرون میں دو ہی صورتیں تھی کہ قوت کے وقت مقابلہ، اور عدم قوت کے وقت صبر، اس کے سوا سب من گھڑت تدابیر ہیں، اس لئے ان ہڑتالوں، بائیکاٹوں، بھوک ہڑتالوں وغیرہ وغیرہ میں خیر و برکت نہیں بلکہ گناہ کے سوا کچھ نہیں۔

عزیز قارئین کرام حضرت امام شاہ احمد نورانی صدیقی نے ہمیشہ اصولوں کی سیاست کی شریعت کے اندر رہ کر سیاست کو عبادت سمجھ کر کیا بڑے بڑے حکمرانوں کو غلطی پر برسر میدان، اعلانیہ ٹوکا اور اچھے کاموں پر ان کی ملک و ملت کی بقاء کے لئے مدد کی اور خیر القرون کی سیاست کے تقاضوں کو مدنظر رکھا ابھی جب کہ افغانستان پر مشکل کا وقت اور ملک عزیز پاکستان پر بھی سخت مشکل کا وقت تھا، مگر امام شاہ احمد نورانی نے پاکستان کے جید علماء کرام و مشائخ کی میٹنگ بروقت بلا کر ان کو دونوں اسلامی ملکوں کی موجودہ صورت حال سے نہ صرف

باخبر کیا بلکہ اپنی ذمہ داریوں سے بھی باخبر کیا کہ اس وقت ہمارا کیا کردار ہونا چاہیے، آپ نے ایسے جلوس، احتجاج، ہڑتالیں کہ جن میں ملکی مسلمانوں کو مزید کسی پریشانی سے دوچار کردیا جائے سختی سے منع کیا ہاں پرامن جلسے کئے جائیں اور یہودیوں کی بنائی ہوئی مصنوعات کا بائیکاٹ کیا جائے اور مسلمانوں دکانداروں کو جاکر پرامن طریقے سے دین اسلام کی روشنی میں کہا جائے کہ بھائی ان یہودیوں کی مصنوعات کی خرید و فروخت مت کرو، اور یہ تو ہوا مگر کسی جگہ سے اس سلسلے میں لڑائی جھگڑا، نعوذ باللہ قتل و غارت گری کی ہرگز نوبت نہیں آئی، دوسری طرف افغانستان کے مسلمان بھائی کے لئے جو کچھ ہوسکتا تھا ان کی خوراک بستر، ادویات کے سلسلے میں بہت کچھ کیا اور وہاں تک پہنچایا بھی، مگر جن لوگوں نے غیر شرعی طریقے سے محض جذبات کی بنا پر غلط قسم کی کاروائیاں کی ان کا حشر بھی لوگوں نے دیکھا، باقی وہ لوگ افغانستان کے مسلمانوں کے لئے کچھ بھی نہ کرسکے، امام شاہ احمد نورانی صدیقی نے جہاد کانفرنسیں بھی ان سے زیادہ کیں، ملک کے کونے کونے شہر شہر، گاؤں، گاؤں اپنی آواز حق پہنچائی، مگر شرعی طریقہ کار سے یہی کچھ عراق کے مسلمان بھائیوں کے لئے بھی امام شاہ احمد نورانی اور ان کی جماعت نے کیا تھا آپ پر تو ملکی بغاوت کا کوئی کیس نہیں ہوا، اس سے قبل ۱۹۷۳ء اور ۱۹۷۷ء کو پاکستان کی قومی اسمبلی میں تشریف لے گئے تو سبحان اللہ وہ وہ کارنامے سرانجام دئے جو رہتی دنیا تک زندہ رہیں گے، بہر حال امام شاہ احمد نورانی صدیقی نے اپنے ذاتی مفاد کے لئے کسی کا قرب یا کسی سے دوری کا راستہ کبھی اختیار نہیں کیا۔

اس سلسلے میں آپ کی زندہ مثالیں موجود ہیں، آپ نے بڑے بڑے جابروں، ظالموں، دہشت گردوں کا مقابلہ ایمانی قوت سے کیا اور ملک و ملت کی خدمت کے سلسلے میں آواز حق بلند کرتے رہے، مورخ دہشت گردی کا دور اور امام شاہ احمد نورانی صدیقی کا کردار ضرور لکھے گا۔

مولانا شاہ احمد نورانی اور
بین الاقوامی سیاست

آج مسلمان دنیا کی آبادی کا پانچواں حصہ ہیں۔ ایک محتاط تخمینے کے مطابق دنیا بھر میں ان کی تعداد کم وبیش ایک ارب 20 کروڑ ہے۔ 53 آزاد مسلم مملکتوں میں ایک ارب کے لگ بھگ مسلمان بستے ہیں۔ یہ مسلم مملکتیں دنیا کے تئیس (23) فیصد رقبے پر محیط ہیں۔ ان کے علاوہ مسلم آبادی مشرقی اور وسطی یورپ میں بھی آباد ہے۔ البانیہ میں تو مسلمانوں کی تعداد 80 فیصد ہے۔ بوسنیا ہرزے گوینا میں بھی ان کی معقول تعداد آباد ہے۔ دنیا کے دیگر حصوں میں بھی مسلمان کافی تعداد میں موجود ہیں یورپ اور امریکہ میں عیسائیت کے بعد اسلام دوسرا بڑا مذہب ہے۔

یہ مسلمان مملکتیں شمالی افریقہ (مراکش) سے لے کر جنوب مغربی ایشیاء (انڈونیشیاء) تک پھیلی ہوئی ہیں۔ جغرافیائی اور تزویراتی اعتبار سے یہ خطہ بحر اوقیانوس سے بحرالکاہل، بحیرہ قلزم اور بحر ہند کے درمیانی علاقہ کو گھیرے ہوئے ہے......اور دنیا کے اہم تجارتی راستے مثلاً آبنائے جبرالٹر، باسفورس، نہر سویز، باب المندب، آبنائے ہرمز، ملاکا اور سنڈراس ان ہی کے زیر اثر ہیں۔ خام مال اور افرادی قوت کے اعتبار سے بھی اسلامی دنیا مالا مال ہے اور عسکری طاقت کے اعتبار سے بھی اس کی طاقت مسلم ہے۔ ان سب عوامل کے باوجود آج عالم اسلام گوناں گوں مسائل کا شکار ہے۔ دور حاضر میں امریکہ اپنے نیو ورلڈ آرڈر کو متعارف کروانے کے بعد واحد سپر پاور بن کر سامنے آیا ہے۔ وہ عالمی حقوق کا لبادہ اوڑھ کر عیسائیت و یہودیت کا مبلغ و محافظ ہے، تازہ ترین اطلاعات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ امریکہ کی شہ پر پوپ جان پال نے جس طرح 98ء میں کیوبا کا دورہ کیا اور پھر دین کن سٹی پہنچ کر کیوبا پر پابندیوں کے خاتمے کے حوالے سے امریکی صدر کو تجویز پیش کی۔ یہ اس کے مشنری جذبے کا اظہار تھا۔ یہ رپورٹ بھی شائع ہو چکی ہے کہ پوپ C.I.A کے لئے باضابطہ خدمات انجام دیتے رہے ہیں۔

عالم اسلام کا جائزہ لیں تو ہمیں معدودے چند ایسی ہستیاں ملیں گیں جن کی نگاہ عالمی حالات پر ہوتی ہے اور جن کا کام بین الاقوامی سطح پر پہچانا جاتا ہے۔ پاکستان میں ایسی نمایاں شخصیت مولانا شاہ احمد نورانی کی ہے جو مسلمانوں کے جوہر کو بھی پہچانتے ہیں اور ان کے مسائل کو بھی سمجھتے ہیں۔ وہ دنیا بھر میں پھیلی ہوئی ورلڈ اسلامک مشن کی شاخوں کا ہر سال تفصیلی دورہ کرتے ہیں۔ جہاں انکا واسطہ براہ راست ان ممالک کے حکمرانوں، ان کی پالیسیوں اور قوانین سے پڑتا ہے۔ مسلمانوں کے لئے ہر جگہ عالمی سیاست کے بازیگروں کا انداز مختلف ہے۔ منافقت بھرا دوہرا معیار ان کا خاصہ ہے۔ امریکہ جیسے سپر پاور کی جمہوریت کے نام پر مارشل لاء کی حمایت انسانی حقوق کے نام پر انسانیت کا قتل ہر علاقہ اور ہر ملک میں الگ الگ عالمی اصولوں سے ماورا حکمت عملی اس کی دورنگی کو واضح کرتی ہے۔ نیو ورلڈ آرڈر کے خالق امریکن پالیسی سازوں کے نزدیک روس کے ٹکڑے ہونے کے بعد پوری دنیا ان کی رعایا کی حیثیت رکھتی ہے۔ میڈیا کی ترقی نے پوری دنیا کو "گلوبل ویلج" کی شکل دے کر جغرافیائی حدود کو کافی حد تک کم کر دیا ہے۔ دنیا بھر میں ہونے والے واقعات ہر گھر میں چھوٹی سی اسکرین پر لمحے بھر میں دیکھے جاسکتے ہیں۔ انفارمیشن ٹیکنالوجی نے دنیا کے کسی بھی خطے میں بسنے والے شخص کو گلوبل سٹیزن کے مقام پر پہنچا دیا ہے۔ اس کے بنیادی حقوق کے نگہبان ادارے این جی اوز کی شکل میں پوری دنیا میں کام کر رہے ہیں۔ مولانا شاہ احمد نورانی خاص فطرت اور موضانہ کی فراست رکھنے والے شخص ہیں۔ انہیں دنیا کے بدلتے ہوئے حالات کا بخوبی ادراک ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمیشہ انہوں نے مسلم قومیت اور مسلم امہ کی بات کی ہے۔ ان کی پالیسی ہمیشہ یہی رہی کہ پاکستان کو روس، امریکہ سمیت تمام ممالک سے تعلقات ضرور رکھنے چاہئیں مگر کسی پر انحصار نہیں کرنا چاہئے۔ کیونکہ قرآن کے فرمان کے مطابق، یہود و نصاریٰ مسلمانوں کے دوست نہیں ہوسکتے۔ اس پر وہ مسلسل زور دیتے ہیں ان کی یہ کوشش رہی کہ دعوت و تبلیغ کیلئے کئے جانے والے دوروں کے دوران مسلم ممالک کے حکمرانوں کو اس بات کا احساس دلائیں کہ ان کے پاس سب کچھ ہے وہ مسلم امہ کی بنیاد پر سوچیں۔ وہ کہتے ہیں اقوام عالم کا ادارہ اقوام متحدہ بھی مسلمانوں کا خیرخواہ نہیں ہوسکتا بلکہ وہ طاقتور امریکہ کی لونڈی کا کردار ادا کر رہا ہے۔

ایران میں شہنشاہیت کے خاتمہ کے بعد آیت اللہ خمینی امام کی حیثیت سے ایرانی انقلاب کے بانی تھے۔ اس وقت ایرانیوں کی سوچ یہ تھی کہ ایرانی انقلاب ایران کی سرحدوں سے

باہر نکل کر دیگر ممالک تک پھیلے۔ ایرانی قیادت کی اس خواہش کے نتیجے میں ارد گرد کے ممالک سے ایران کے تعلقات خراب ہو گئے۔ سعودی عرب ایران کشیدگی بڑھی۔ ادھر عراق، ایران امریکی سازش کے تحت ایک دوسرے کے آمنے سامنے آگئے۔ امریکہ اور برطانیہ کی اسلحہ ساز فیکٹریاں ان کی معیشت میں مضبوط رول ادا کر رہی ہیں۔ دنیا میں امن ہو تو یہ ممالک پریشان ہو جاتے ہیں۔ مال کے بدلے عربوں کا تیل ان کی بنیادی ضرورت ہے۔ اپنے اس مقصد کے حصول کے لئے انہوں نے عراق ایران لڑائی کے لئے میدان سجایا۔ عراق کو امریکہ اور دیگر ممالک نے تھپکی دی تو دوسری جانب ایران میں بھی طاقتور انقلاب کو پھیلانے کا زعم بڑھا دیا۔ امریکی پالیسی سازوں کی خواہش کے مطابق ایران، عراق جنگ شروع ہو گئی۔ دو برادر اسلامی ملک ایک دوسرے کی طاقت ختم کرنے کے درپے ہو گئے۔

اقوام متحدہ کی تنظیم امریکی نظروں سے خاموش تماشائی بنی۔ رسمی بیانات دے کر یہ کھیل دیکھ رہی تھی۔ لیکن ورلڈ اسلامک مشن کے چیئرمین مولانا شاہ احمد نورانی اس صورتحال کی وجہ سے نہایت افسردہ تھے۔ انہوں نے جنگ بندی کے لئے اپنی کوششوں کا آغاز ورلڈ علماء کانفرنس سے کیا جس میں دنیا بھر کے علماء اکٹھے ہوئے اور دو برادر مسلمان ممالک کے درمیان جنگ بندی کے مسئلہ پر طویل غور و خوض کیا۔ پھر 25 مارچ 1983 کو عراق میں پاپولر اسلامک کانفرنس کی دعوت پر جس کے رکن بھی ہیں، علماء کانفرنس میں شرکت کی۔ اس موقع پر مولانا نے دنیا بھر سے آئے ہوئے علماء اور اسکالرز سے خطاب کرتے ہوئے جنگ بندی کی ضرورت پر زور دیا اور اس کے لئے طریقہ کار بھی بیان کیا۔ اس موقع پر عراقی صدر صدام حسین نے علماء سے کہا کہ وہ ثالث کا کردار ادا کریں تاکہ جنگ بندی ممکن ہو سکے۔ مولانا شاہ احمد نورانی نے غیر سرکاری سطح پر جنگ بندی کے لئے علماء کے پلیٹ فارم سے جدوجہد شروع کر کے رائے عامہ کو منظم کیا۔ ورلڈ علماء کانفرنس کے اجلاس مختلف ممالک میں منعقد ہوئے۔ ورلڈ علماء کانفرنس نے ایران، عراق جنگ بندی کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دیدی۔ کمیٹی میں براعظم ایشیاء سے مولانا شاہ احمد نورانی تھے۔ اس کمیٹی کا اجلاس 24 مارچ 1986ء کو عراق کے شہر بغداد میں منعقد ہوا۔ پھر مولانا شاہ احمد نورانی نے اکتوبر 1986ء میں جمعیت علماء پاکستان کے وفد کے ہمراہ لیبیا کا دورہ کیا اور بین الاقوامی اسلامی کانفرنس میں شرکت کی۔ یہاں انہوں نے لیبیا کے سربراہ کرنل معمر قذافی سے جنگ بندی کے سلسلہ میں صلاح مشورہ کیا۔ مولانا شاہ احمد نورانی اور کرنل قذافی

کے درمیان اس بات پر مکمل اتفاق تھا کہ امریکہ عالم اسلام کو تباہ و برباد کرنا چاہتا ہے۔ اس کی یہ کوشش ہے کہ مسلم ممالک ایک دوسرے سے لڑ کر اپنی طاقت ختم کرتے رہیں تاکہ مسلمانوں کے وسائل پر اس کا قبضہ ہو۔ مولانا نے جنگ بندی سے متعلق اپنی کوششوں سے کرنل قذافی کو آگاہ کیا اور ان سے بھی درخواست کی کہ وہ اس سلسلہ میں اپنا کردار ادا کریں۔ عالمی سیاست میں مولانا نورانی مسلم امہ کے اتحاد کا درد لے کر آگے بڑھے۔ ان کا دل ہر وقت عالم اسلام کی یکجہتی کیلئے دھڑکتا ہے۔ ان کی خواہش تھی کہ جتنی جلدی جنگ بندی ہو جائے بہتر ہے۔ اقوام متحدہ کے سیکریٹری جنرل پیریز ڈی کوئیار نے مولانا کی عالمی کوششوں کا جائزہ لیتے ہوئے محسوس کیا کہ مسلمان قائدین میں جنگ بندی کا احساس اجاگر ہو رہا ہے۔ پھر اقوام متحدہ نے بھی کچھ دلچسپی لینا شروع کی۔ ورلڈ علماء کمیٹی کے چھ رکنی وفد نے مولانا کی سربراہی میں اقوام متحدہ کے سیکریٹری جنرل اور صدر سے الگ الگ ملاقاتیں کیں اور سلامتی کونسل کے مستقل رکن ممالک (چین، امریکہ، روس، فرانس اور برطانیہ) کے مستقل نمائندگان سے بھی ملاقاتیں کر کے عراق، ایران، جنگ بندی کے لئے انہیں عملی کردار ادا کرنے کا مشورہ دیا۔ اس کے بعد مولانا نے ایران کا دورہ کر کے ایرانی قیادت کو یہ احساس دلایا کہ ان کا ''انقلاب'' دوسروں پر مسلط کرنے کا انداز فکر درست نہیں۔ اس سے عالم اسلام کو نقصان پہنچ رہا ہے...... اس کے منفی اثرات عربوں میں بالخصوص محسوس کئے جا رہے ہیں...... اس کی وجہ سے مسلم ممالک کے درمیان محبت کی جگہ نفرت کی سیاست پروان چڑھے گی اور فرقہ واریت کی آگ پورے عالم اسلام کو اپنی لپیٹ میں لے لے گی۔ ایرانی قیادت نے مولانا کے دلائل سن کر جنگ بندی پر آمادگی ظاہر کر دی۔ مولانا نے اقوام متحدہ کے صدر اور سیکریٹری جنرل سے اقوام متحدہ کے ہیڈ کوارٹر میں مسلسل ملاقاتیں کر کے جنگ بندی کے لئے ہر سطح پر حالات سازگار کئے۔ بالآخر مولانا کی کوششوں سے دو برادر ممالک کے درمیان جنگ بندی ممکن ہوئی۔

مولانا شاہ احمد نورانی بنیادی طور پر عالم ہیں۔ وہ بین الاقوامی سیاست کا تقابلی جائزہ بھی اسلام کی نظر سے لیتے ہیں۔ وہ اس بات کا برملا اظہار کرتے ہیں کہ صیہونی اور صلیبی طاقتیں کسی بھی مسلم ملک کو طاقتور نہیں دیکھنا چاہتیں۔

یہ حقیقت اب کھل کر سامنے آگئی ہے کہ اہل مغرب نے عالم اسلام کے خلاف جنگ کا سلسلہ کئی محاذوں پر پھیلا دیا ہے۔ گہرائی سے جائزہ لیں تو پتا چلتا ہے کہ اس صدی کے رواں

نصف آخر میں یتیم ہونے والے بچوں اور بیوہ ہوجانے والی عورتوں کی سب سے بڑی تعداد مسلمانوں کی ہے...... مسلمان مہاجرین دربدر ٹھوکریں کھاتے پھر رہے ہیں اور ان کا کوئی پرسان حال نہیں ۔ ویت نام کو چھوڑ کر گذشتہ پچاس سالوں میں جتنی جنگیں لڑی گئیں وہ سب مسلم ممالک میں لڑی گئیں۔ اس وقت بھی دنیا میں جو خون بہہ رہا ہے وہ خون مسلم ہے۔

سامراجی طاقتوں نے ہر مسلمان ملک کے ساتھ کوئی نہ کوئی مسئلہ الجھایا ہوا ہے۔ بیت المقدس (قبلہ اول) کی آزادی اور فلسطینی ریاست کی بحالی جہاں عالم عرب کو پریشان کئے ہوئے ہے وہاں پوری مسلم امۃ اس کے درد سے کراہ رہی ہے۔ مولانا نے آرگنائزیشن آف اسلامک کنٹریز (O.I.C) پر ہمیشہ زور دیا کہ وہ طاقتور فیصلوں سے اپنے وجود کو تسلیم کروائے۔ او آئی سی اجتماعی طاقت سے کوئی بڑا فیصلہ کر کے ڈٹ جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ امریکہ اور اس کے حواری اس فیصلے کو تسلیم نہ کریں۔ مولانا کہتے ہیں کہ بہت سے عرب حکمران "پرو امریکن" ذہنیت کے حامل ہیں اور ایسے حکمران یہ سمجھتے ہیں کہ ان کا اقتدار امریکہ کی سرپرستی کے بغیر قائم نہیں رہ سکتا۔ اسلئے وہ امریکن چھتری کے زیر سایہ اپنا تصور کرتے ہیں۔ انہیں لوگوں کی وجہ سے او آئی سی بھی کوئی بڑا فیصلہ نہیں کرتی۔ صرف رسمی بیانات دے کر اپنے وجود کو برقرار رکھے ہوئے ہے۔

جب امریکہ نے اقوام عالم کی سپر طاقت ہونے کے نشے میں نیو ورلڈ آرڈر جاری کیا اور صدر بش نے اس کی تعریف "فریڈم اینڈ ڈیموکریسی" آزادی اور جمہوریت بیان کی تو مولانا شاہ احمد نورانی نے اسے عالمی دہشت گردی کا ایجنڈا قرار دیا۔ انہوں نے کہا کہ اب وقت آگیا ہے کہ مسلم ممالک اسلامک ورلڈ آرڈر جاری کریں۔ اس موقع پر انہیں شاہ فیصل مرحوم کی کمی کا شدت سے احساس ہوا۔ اگر شاہ فیصل ہوتے تو عالم اسلام میں قیادت کا فقدان پیدا نہ ہوتا۔ وہ کہتے ہیں کہ سعودی عرب کو عالم اسلام کی قیادت کرنی چاہئے۔ یہ اس کا حق بھی ہے۔ مگر وہ ایسا نہیں کر رہا۔ وہ سعودی عرب کو عالم اسلام کا مرکز کہتے ہیں اور حجاز مقدس کو اس کا دل قرار دیتے ہیں۔ اب یہ سعودی عرب کے حکمرانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی صلاحیتوں سے کس طرح عالم اسلام کی قیادت کے فرائض سے عہدہ برآ ہوتے ہیں۔ صرف شاہ فیصل دنیائے اسلام کے وہ رہنما تھے جنہوں نے امریکہ اور مغربی ممالک کی بچھائی ہوئی مفادات کی بساط الٹ کر رکھ دی تھی اور اتحاد عالم اسلام کا نعرہ بلند کیا۔ انہوں نے تیل کی طاقت کو بطور ہتھیار

استعمال کر کے عربوں کے اندر تیل کی طاقت کا احساس بیدار کیا۔ جس سے مغربی ممالک بوکھلا اٹھے اور ان کا اقتصادی ڈھانچہ لرز اٹھا۔ اس منصوبہ بندی کا سب سے زیادہ نقصان امریکہ کو ہوا۔ انہوں نے سازش کر کے شاہ فیصل کو قتل کروا دیا۔ اسکے بعد آج تک عربوں کو صلیبی او ر صیہونی طاقتوں نے متحد نہیں ہونے دیا۔

انہوں نے امریکہ کے کارخانوں اور برق رفتار ترقی کی حفاظت کے لئے نئے جال بچھانے شروع کر دیے۔ جمہوریت کے علمبردار امریکہ نے ایسے لوگوں کو غیر جمہوری طریقے پر حکمران بنوایا جو ان کے فرمانبردار کا کردار ادا کر سکیں...... اس نے ہمیشہ کے لئے تیل پر کنٹرول حاصل کرنے کے لئے عربوں کو تعیشات کا عادی بنا دیا۔ ان کے روز مرہ کے مسائل اپنے ذمے لے لئے اور انہیں محلات میں آرام و سکون کی زندگی میں مدہوش کر کے دنیا سے بے خبر کر دیا۔ مگر اسلامی جذبے کی چنگاری کہیں کہیں پھر بھی اٹھتی رہی۔

عراق ایران جنگ بندی کے بعد دونوں برادر ممالک اپنی تعمیر و ترقی میں مصروف ہوگئے۔ نئے جذبوں کے ساتھ یہ ممالک عسکری میدان میں بھی ترقی کی منزلیں طے کرنے لگے۔ مسلم ممالک کی یہ ترقی امریکہ کو ناگوار گزری۔ اس نے پھر سازشیں شروع کر دیں۔ امریکہ کے اسلحہ سازوں نے "پینٹاگون" کے ماہرین کے گرد ڈیرے ڈال دیئے۔ امریکی معیشت کو اسلحے کی فروخت سے جو استحکام ملتا تھا وہ کچھ عرصے کے لئے رک گیا تھا۔ اب جنگ پھر امریکی ضرورت تھی۔

اس مرتبہ انہوں نے کویت کو شہہ دی کہ وہ عراقی معیشت کو تباہ کرنے کے لئے تیل زیادہ نکالے تاکہ مارکیٹ میں تیل کی قیمت گر جائے جب تیل کی قیمت گھٹے گی تو آمدن کم ہوگی۔ اس طرح عراق کے مستقبل کے منصوبے خاک میں مل جائیں گے، اس کے علاوہ چند جزائر پر بھی کویت اور عراقی حکومت کے مابین اختلافات چل رہے تھے یہ ایسے اختلافات تھے جنہیں بیٹھ کر حل کیا جاسکتا تھا۔ مگر مذاکرات کے بہتر راستہ کی بجائے امریکی سازش کے تحت فریقین کو بدتر راستہ اختیار کرنے پر مجبور کیا گیا اور اس جال میں دونوں ممالک بری طرح پھنس گئے۔ اس صورتحال کو سعودیہ اور کویت نے جلد بازی میں صیہونی اور عیسائی فوجوں کو بلا کر طاغوتی طاقتوں کے حق میں اور زیادہ مستحکم کر دیا۔ مولانا شاہ احمد نورانی امریکہ کی اس چال کو بھی سمجھ گئے۔ انہوں نے سعودی عرب اور O.I.C کے سرکردہ رہنماؤں سے مطالبہ کیا کہ اس

مسئلے کو وہ مل کر حل کریں ورنہ امریکہ تیل کے کنوؤں پر قبضہ کر لے گا۔ انہوں نے مسلم ممالک کے حکمرانوں پر زور دیا کہ عراق پر حملہ عالم اسلام پر حملہ ہے۔ عراق نقطہ آغاز ہے تو ایران و پاکستان اس کی انتہا ہوگی۔ اس لئے ضروری ہے کہ اس آگ سے عالم اسلام کو ہر صورت میں بچایا جائے۔ مولانا شاہ احمد نورانی نے پاکستان کے طول و عرض میں دورے کر کے امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے خلاف عوامی شعور بیدار کیا۔ انہوں نے عراق کی امریکہ کے خلاف جنگ میں مدد کے لئے ایک لاکھ رضا کار بھیجنے کا اعلان کیا۔ ملک بھر میں بھرتی کیمپ قائم کئے گئے۔ اگر مولانا کے انداز سیاست کا بغور مطالعہ کریں تو وہ ہر مقام پر مسلم امہ کی بات کرتے ہیں۔ وہ لبنان، سوڈان، مالیہ، بوسنیا، چیچنیا، الجزائر، کشمیر، فلسطین، کسووو، الغرض دنیا میں جہاں جہاں مسلمان ممالک اور عوام عالمی سازشوں کا شکار ہیں ان کی بھرپور حمایت کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔

خلیج کی جنگ کے دوران طاقت کے نشے میں بدمست اتحادی فوجوں کی وجہ سے مجبور عرب حکمرانوں نے مولانا کی باتوں پر توجہ نہ دی بلکہ امریکی اشارے پر بعض عرب ممالک نے مولانا کی پالیسی کو ناپسند بھی کیا۔ اس وجہ سے مولانا نے عالم اسلام کی عظیم درسگاہ جامعۃ الازہر (مصر) کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کی رکنیت بھی چھوڑ دی مگر آج وقت نے ثابت کر دیا کہ مولانا کی سیاسی بصیرت اس وقت جس طوفان کو دیکھ رہی تھی بالآخر وہ آ گیا۔ آج سعودی عرب مالی زبوں حالی کا شکار ہے۔ کویت کی آمدنی کے ذرائع بھی سکڑ گئے ہیں۔ دونوں ممالک کی دولت ان کی اپنی غلط پالیسی کی وجہ سے امریکی لے اڑے۔ بہت سا زنگ آلود ناکارہ اسلحہ انہیں خریدنے پر مجبور کر دیا گیا۔ تعمیر نو کے نام پر یہودی اور عیسائی کنسٹرکشن کمپنیوں نے بڑے بڑے ٹھیکے لے لئے۔ ان معاملات سے بھی زیادہ نقصان یہ ہوا کہ صیہونی اور عیسائی فوجوں نے عرب کلچر پر بھاری ضرب لگائی اور وہاں ''مادر پدر'' آزاد معاشرے کو جنم دینے کی کوشش کی۔ اب امریکہ نے اپنے ایسے تمام فوجیوں کو جو سرد جنگ کے خاتمہ کے بعد امریکی بجٹ پر بوجھ تھے مناسب نفع کے ساتھ عرب ممالک میں ٹھہرایا ہوا ہے۔ ان کے اخراجات کا بہت بڑا حصہ سعودی عرب اور کویت برداشت کر رہے ہیں۔ آج تیل کی قیمتیں بھی امریکی خواہشات کے مطابق مقرر ہوتی ہیں۔

اس کام سے فارغ ہو کر امریکہ نے پاکستان کی مشکیں کسنی شروع کر دی ہیں۔ پاکستان پر طرح طرح کے الزامات لگا کر قرضوں سے محروم کیا جا رہا ہے۔ جدید اسلحہ کے لئے فاضل پرزوں کا حصول ناممکن بنا دیا گیا ہے۔ جبکہ ہمارا طاقتور اور مکار ہمسایہ بھارت ہمارا جغرافیہ بدلنے کی

کوشش میں لگا ہوا ہے۔ ابھی کچھ عرصہ پہلے پاکستان نے امریکی دوستی کو افغانستان میں روس جیسی سپر طاقت کے سامنے ڈٹ کر جس طرح نبھایا اس کی مثال نہیں ملتی۔ خود امریکی اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ انہوں نے روس سے ویت نام کی شکست کا بدلہ لے لیا۔ مگر کل کے دوست اور عظیم مجاہدین آج کے دہشت گرد ہیں۔ کیونکہ ہر بات کی تشریح کا اختیار امریکہ کے پاس ہے۔ اسے کشمیر، بوسنیا اور کوسووو میں انسانی حقوق متاثر ہوتے نظر نہیں آ رہے۔ صرف بیانات دے کر مسلمانوں کی اجتماعی قبریں بنانے کے مواقع فراہم کر رہا ہے۔ مولانا شاہ احمد نورانی کے (مطابق امریکی دوستی کے روپ میں مسلم دشمنی پوشیدہ ہے۔ وہ ہر قدم پر کوشش کرتے ہیں کہ پوری دنیا کے مسلمان اسلام کی بنیاد پر متحد ہو جائیں۔ اقوام متحدہ کو چھوڑ کر مسلمان اپنی الگ اقوام متحدہ بنائیں) جہاں بغیر کسی رنگ و نسل اور علاقائی تعصب کے مسائل حل ہوں۔ مسلمانوں کے درمیان باہمی احترام اور رواداری کو فروغ ہو۔ دیگر قوموں سے عالمی سطح پر مسلمانوں کو جن مسائل سے دو چار ہونا پڑتا ہے۔ انہیں اس اجتماعی پلیٹ فارم سے حل کرایا جائے۔ اگر ایسا نہ کیا گیا تو مسلمانوں کی طاقت بتدریج ختم ہوتی چلی جائے گی۔ آنے والا ہر لمحہ ان کے خلاف ایک نیا جال لے کر آئے گا۔ مولانا شاہ احمد نورانی اپنے خیالات کا اظہار ہر سطح پر بیباکی سے کرنے کے ماہر ہیں۔ انہوں نے وزیر اعظم نواز شریف سے ملاقات میں دو ٹوک الفاظ میں کہا تھا:۔

''سب کہتے ہیں کہ امریکہ ہمارا دوست ہے۔ لیکن وہ کیسا دوست ہے کہ ایف 16 طیاروں کی رقم دبا کر بیٹھا ہے۔ طیارے بھی نہیں دیتا ان کو ٹھہرانے کا کرایہ بھی ہم سے وصول کرتا ہے یہ کہاں کی دوستی اور کیسا انصاف ہے''

انہوں نے وزیر اعظم نواز شریف کو بتایا تھا کہ امریکہ کے جانچنے کے لئے اپنے پیمانے ہیں۔ جس میں بنیادی عنصر مذہب ہے روس کے ٹکڑے ہونے کے بعد اسے سوشلزم کی بجائے اسلام سے خطرہ ہے کیونکہ اب یورپ اور امریکہ میں اسلام تیزی سے فروغ پا رہا ہے اور دوسری طرف عالم اسلام میں جہادی تحریکیں پروان چڑھ رہی ہیں۔ مولانا شاہ احمد نورانی کی جدوجہد امریکہ کو ایک آنکھ نہیں بھاتی۔ کیونکہ نہ تو وہ جھکتے ہیں اور نہ ایجنٹ بن سکتے ہیں۔ وہ اس بات پر خوش ہیں کہ ان کا سودا بازار مصطفی میں ہو چکا ہے۔

فتنہ تعلیم اہل مغرب کہ سیاست مذہب سے الگ ہے۔

امام شاہ احمد نورانی بین الاقوامی سیاست دان:

امام شاہ احمد نورانی صدیقی کا تجدید واحیائے دین کے کارناموں میں بڑا کارنامہ سیاست کے میدان میں اترنا ہے، آپ سمجھتے تھے کہ مسلمانوں کے زوال کے اسباب مغربی افکار ہیں اور اس وقت فتنہ تعلیم اہل مغرب کا رنگ اتنا گہرا چڑھ چکا تھا کہ سیاست کا اسلامی تصور ہی لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہو چکا تھا، بلکہ دنیا بھر میں کہیں اسلامی نظام اپنی اصلی حالت میں نافذ نہ ہونے کے سبب اسلام کا سیاسی تصور کوئی واضح شکل میں موجود نہ تھا اس وقت مسلمانوں میں دین و دنیا کی علیحدگی، سیاسی و دینی افکار میں سوشلزم کی پیوند کاری، مغربی جمہوریت سے وابستگی اور مرعوبیت قوم پرستی وطن پرستی کے مغربی اور لادینی تصورات عام تھے، امام شاہ احمد نورانی صدیقی نے سیاست کے میدان میں ان تمام بتوں کو ایک ایک کر کے توڑا اور ان کی جگہ اسلامی احکام پیش کئے، اور عملی سیاست اور سیاسی افکار کی تشکیل جدید کی جس کے نتیجے میں ملک میں نفاذ نظام مصطفےٰ یقینی اور اسلامی جمہوری عمل محفوظ ہو گیا۔ امام شاہ احمد نورانی نے عملی سیاست اختیار کر کے ایک عظیم الشان نفاذ نظام مصطفےٰ کی تحریک کی بنیاد رکھ دی، جو ایک طرف نفاذ نظام مصطفےٰ کے مرحلے تک پہنچی تو دوسری طرف اتحاد بین المسلمین کے قیام پر منتج ہوئی" تجدید واحیائے دین کا کوئی کام ایسا نہیں ہے جو امام نورانی نے بخیر وخوبی انجام نہ دیا ہو جس طرح مجدد الف ثانی نے اپنے دور کے الحاد کے سیلاب کے آگے بند باندھ کر اسلام کو محفوظ کر دیا تھا اور اس کی شمع کو فروزاں کیا تھا اسی طرح امام نورانی نے بھی بیسویں صدی کے الحاد اور فتنوں کے آگے بند باندھ کر اسلام کو محفوظ کر دیا امام نورانی نے عملی سیاست میں آ کر تمام مجددین کی طرح عالمگیر انقلاب کی ایک منظم

کوشش کی" آپ نے تمام جدوجہد آئینی حدود میں رہ کر کی، اور کھلے بندوں کی، اس راہ میں جو بھی دشواریاں آئیں ان کا پامردی سے مقابلہ کیا، قیام پاکستان کے بعد امام نورانی کی پوری زندگی نظام مصطفےٰ کی جدوجہد سے عبارت ہے، یہ جدوجہد قرارداد مقاصد سے شروع ہو کر نفاذ نظام مصطفےٰ کے مرحلے تک تسلسل کے ساتھ چلتی رہی اس دوران آپ اور آپ کے رفقاء کو جیل کی صعوبتیں، قاتلانہ حملوں سے لے کر تختہ دار تک کے مراحل سے گزرنا پڑا، مگر آپ کے پائے استقامت کو جنبش نہ آئی۔

امام شاہ احمد نورانی صدیقی ایک عالمی اور جامع سیاست داں:

مجدد دین ملت امام شاہ احمد نورانی صدیقی وہ سیاستدان نہ تھے جن کی صرف پاکستان پر نظر تھی بلکہ آپ ایک بین الاقوامی سیاستدان تھے کہ

عالم ہے فقط مومن جانباز کی میراث
مومن نہیں جو صاحب لولاک نہیں ہے

تبلیغ وارشاد کی وجہ سے آپ کی شخصیت بین الاقوامی طور پر مسلم تھی کئی عالمی لیڈروں سے آپ کے ذاتی تعلقات تھے، نائجیریا کے سابق وزیر اعظم احمد ڈبلیو شہید نے آپ نے والد ماجد کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا تھا لہٰذا وہ تو آپ کے احسان مندوں میں سے تھے ہی ان کے علاوہ آپ ۱۹۵۳ سے ۱۹۶۴ تک مسلسل گیارہ سال ورلڈ مسلم آرگنائزیشن کے جنرل سیکریٹری رہے، جس میں عالم اسلام کی متعدد ہستیاں شامل تھیں اور اس کے صدر مفتی اعظم فلسطین امین الحسینی تھے (جو آپ کو اس وقت مجدد عصر فرمایا کرتے تھے) آپ کافی عرصہ تک عالم اسلام کی قدیم ترین یونیورسٹی جامعہ ازہر کی سینٹ کمیٹی کے رکن بھی رہے اس کے علاوہ بغداد یونیورسٹی

صدر، یونیورسٹی اور لیبیا کی یونیورسٹی کلیۃ الدعوۃ الاسلامیہ کے بھی ممبر رہے، اسی طرح آپ نے ایک مبلغ کی حیثیت سے دُنیا کی تقریباً تمام بڑی بڑی یونیورسٹیوں میں بین الاقوامی زبانوں میں لیکچر دیئے جن میں کئی بین الاقوامی سیاستدان اور مذہبی رہنما شرکت کرتے امام نورانی کی بین الاقوامی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ عراق ایران جنگ جو دس سال تک جاری رہی اور اس جنگ میں ہزاروں مسلمان شہید ہوئے۔ ان دونوں ملکوں کے درمیان مصالحت کے لئے اقوام متحدہ نے ایک امن مشن تشکیل دیا جو سات افراد پر مشتمل تھا، امام شاہ احمد نورانی صدیقی بھی اس امن مشن کے رُکن تھے اس مشن نے عراق، ایران قیادت سے ملاقاتیں کیں، مذاکرات کیے اور یوں یہ جنگ جس میں لاتعداد مسلمان دونوں طرف سے بہن بھائی ہوئے ختم ہوگئی اس دور میں عالمی سطح پر آپ کو دس سال کا اوبن دیزہ دیا گیا غرض یہ کہ آپ ایک بین الاقوامی مبلغ اور عظیم سیاستدان تھے، آپ کی ذات صرف پاکستان ہی کے لئے نہیں بلکہ عالم اسلام کے لئے ایک سایہ دار درخت کی حیثیت رکھتی تھی اور عالم اسلام کے مسلمان ہر مشکل گھڑی میں آپ ہی کی طرف دیکھتے تھے، کہیں بھی مسلمانوں پر کوئی ظلم و ستم ہوتا آپ ہی کی آواز بلند ہوتی جوان کے حق میں موثر ہوتی آپ ان متاثرہ علاقے میں جا کران کی ڈھارس بندھاتے انہیں صبر کی تلقین کرتے حتی المقدور امداد بھی کرتے اور ان پر کیے گئے مظالم سے دُنیا کو آگاہ کرتے، جس کی وجہ سے آپ مسلمانانِ عالم کے دلوں میں بستے تھے، اسی وجہ سے آپ کے انتقال پر لیبیا کے سفیر بذات خود آپ کے گھر پر اپنے صدر قذافی کا معذرت نامہ لے کر حاضر ہوئے، سعودی کاروائی سفیر کرام اور وفد نے گھر آکر تعزیت کی دُنیا بھر کے ممالک کے سفیروں نے اپنے اپنے ممالک کی طرف سے تعزیت کی اس کے علاوہ او۔ آئی۔ سی نے بھی تعزیت کی۔

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ عالم اسلام میں کتنے مقبول تھے اس کا ثبوت وہ تقریب

ہے جو جون ۱۹۹۲ء میں عراقی سفیر نے اپنی رہائش گاہ پر آپ کے اعزاز میں منعقد کی جس میں اردن، الجزائر، یمن، کینیا، فلسطین، لیبیا اور دیگر ممالک کے سفیروں نے شرکت کی اس سے خطاب کرتے ہوئے الجزائر کے سفیر نے کہا امام شاہ احمد نورانی صدیقی عالم اسلام کے ... دانشور اور قائد ہیں، یمن کے سفیر نے کہا کہ میں امام نورانی کا قائل ہوں ... امام نورانی اس وقت عالم اسلام کے لئے غنیمت ہیں ... امام نورانی کی عالمی خدمات سے واقف ہیں ... لیبیا کے عوام اور اس کے سربراہ کرنل قذافی امام نورانی سے ... ہیں، ... قذافی نورانی بھائی بھائی کا شعور عام پایا جاتا ہے۔"

یہی وجہ ہے کہ آپ کی اس عالمی حیثیت اور قدر کو دیکھتے ہوئے مبلغ اسلام حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے تھے کہ پاکستان کے عوام خوش قسمت ہیں کہ ان کو امام نورانی جیسا قائد اور امام میسر آیا، مگر افسوس ہے کہ ان لوگوں نے ان کی قدر نہیں کی، ان کی حیثیت دیکھنا ہو تو بیرون ممالک جا کر دیکھو جب بڑے بڑے رہنما، مذہبی اور سیاست دان، عالمی لیڈر امام نورانی سے خود ملاقات کرنے چلے آتے ہیں۔

اور ان سے وقت مانگتے ہیں تو قارئین کرام اس طرح امام نورانی نے سیاست میں عملی قدم رکھ کر سیاست کو رونق بخشی اور مغربی تعلیم کے فتنے کا عملی طور پر رد کیا۔ سبحان اللہ یہ شان ہے پندرھویں صدی کے مجدد امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی تجدید و احیائے دین اسی کا نام ہے کہ ہر دور کے ہر فتنے کا مقابلہ مجددانہ حیثیت سے کیا۔

ایک محفل میں امام شاہ احمد نورانی صدیقی نے سیاست کے بارے میں یوں ارشاد فرمایا:

آج احقر بڑے ادب و احترام اور بصد عجز و نیاز سے چند گزارشات پیش کرنے کی جسارت کرتا ہے۔ ہمارے لوگوں کی ایسی حالت ہے کہ اس پر میرے جیسے کتنے ہی حساس لوگوں کو حالات نے تڑپا رکھا ہے۔

''افسوس! کہ بے دینی، گمراہی، بے راہ روی، بلکہ خرمستی کا سیلاب، اور ہمارے علماء و مشائخ اعلائے کلمۃ الحق بلند کرنے کو سیاست قرار دیتے ہیں، مگر سب نہیں، بھی کچھ ہیں جو ظالم و جابر کے سامنے، مجھے بے حکم، ذاں کا حق ادا کر رہے ہیں۔'' اس کے بعد جو خاص طور پر قابل تحریر بات ہے وہ یہ ہے فرمایا۔

''جس سیاست میں مذہب کی لگام نہ ہو، جس سیاست میں دین کا ضابطہ نہ ہو جس سیاست میں دین کے اصول اور سلامتی کی پاسداری نہ ہو، وہ سیاست، سیاست نہیں، بلکہ ہلاکت ہے، تباہی ہے، گمراہی اور سراسر چنگیزی ہے۔''

جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی۔''

آپ فرماتے ہیں ''جس سیاست میں مذہب کی لگام ہو، جس سیاست میں دین کا ضابطہ اور اصول ہو، جس سیاست میں اصول و سلامتی کی پاسداری ہو، وہ سیاست رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے، ایسی سیاست صحابہ کرام کا مشن ہے، ایسی سیاست پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔

''یہ لوگ جو کہتے ہیں کہ ہماری تحریک کا سیاست سے کوئی تعلق نہیں، ہمارے

مشن کا سیاست سے کوئی تعلق نہیں، ہماری تحریک اور ہمارا مشن مطلقاً غیر سیاسی ہے ایسے لوگ نہ دین سے ہیں نہ دنیا کے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی سیاست ملک و ملت کی جان اور قوموں کی بقا کا ہے اور انسانیت کے پاس ایک مقدس امانت ہے۔ جس کے پاس دین سلامت کا علم نہ ہو، اگر علم ہو مگر یہ اطمینان نہ ہو اس کی سمجھ میں یہ بات بھی نہیں آسکتی۔

''اب بتاؤ۔ یہ تمہارے پاس رسول اللہ ﷺ کی سیاست بھی نہیں، کیا تمہارے پاس صحابہ کرام کی سیاست بھی نہیں، یعنی قرآن و احادیث کی سیاست بھی نہیں تو ہم پوچھتے ہیں پھر تم بتاؤ تمہارا مذہب کیا ہے؟ کیونکہ محمد رسول اللہ ﷺ تو سیاست و دین لے کر تشریف لائے ہیں، سیاست تو صحابہ کرام نے بھی کی، کیا خلفاء راشدین نے سیاست نہیں کی'' پھر فرمایا سنو اور کان کھول کر سنو! جس کا دین غیر سیاسی ہے اس کے پاس کوئی دین نہیں ہے۔'' اس کے پاس کوئی مذہب نہیں ہے '' اس کے بعد فرمایا ''نہیں نہیں یہ ہرگز نہیں بات در اصل یہ ہے کہ یہ جو کہتے ہیں کہ ہمارا سیاست سے کوئی تعلق نہیں، ہماری تحریک اور ہمارے مشن کا سیاست سے کوئی تعلق نہیں، یہ بہت بڑے سیاستدان ہیں، ان کا یہ کہنا بھی سیاست ہے، مگر یہ سیاست دین کی سیاست نہیں، مذہب کی سیاست نہیں، رسول کریم ﷺ کی سیاست نہیں صحابہ کرام کے مشن کی سیاست نہیں بلکہ اپنا تقویٰ بتانے اور خود کو بچانے کی سیاست ہے، جب کہ سب سے بڑی سنت یہ ہے کہ دین بچایا جائے، اپنی ولایت بتانے اور بچانے کی سیاست ہے، ملک و ملت کے بچانے کی سیاست نہیں بلکہ اپنی مسجد بچانے کی سیاست ہے، اپنے مفادات کی سیاست ہے، اپنی بزرگی بتانے اور بزرگی بچانے کی سیاست ہے۔ یہ کہہ کر کہ ہماری سیاست سے کوئی تعلق نہیں، اپنے مریدوں کی تعداد بڑھانے کی

سیاست ہے۔ دین بچانے کی سیاست نہیں ہے۔ جب معلوم ہوا کہ سیاست کی تعریف یہ بھی ہیں مگر دین سکھانے کی سیاست نہیں، مذہب کے سیاست دان نہیں۔ ان کی سیاست انسانی حقوق کے تحفظ کی سیاست نہیں، ظلم کے خلاف آواز حق بلند کرنے کی سیاست نہیں، عدل و انصاف کے قیام کی سیاست نہیں، شخصی آمریت، ملکی اجارہ داریت اور فرعونیت سے نجات کی سیاست نہیں، اور مظلوموں کے ظلم و ستم کے خلاف اعلاء کلمۃ الحق بلند کرنے کی سیاست نہیں، اسلام کے عادلانہ نظام حیات کو چلانے کی سیاست نہیں۔"

اس کے بعد آپ نے فرمایا "ایسے ہی لوگوں سے ہے نبی کریم ﷺ کا فرمان عالیشان ہے۔ قولہ علیہ السلام: الساکت عن الحق هو الشیطان الاخرس کہ "حق بات پر خاموش رہنے والا گونگا شیطان ہے۔" ومن سکت عن الحق الجم بلجام من النار او کما قال ﷺ کہ "جو شخص حق بات کے اظہار سے خاموش رہا اسے آگ کی لگام ڈالی جائے گی۔" معلوم ہوا کہ یہ لوگ اس حدیث شریف کا پورا پورا مصداق ہیں۔" اس کے بعد فرمایا کہ "ان جاہلوں کو شاید یہ معلوم نہیں کہ عوام الناس میں ان کی یہ ساری عزت و توقیر اور پذیرائی و مقبولیت صرف ان کی پاسداری شریعت کی مرہون منت ہے تو وہ شریعت کے کسی حکم سے بھی سرتابی و اعراض کرتے ہیں، بلکہ یہ سب ان لوگوں کے خود ساختہ مفروضے ہیں۔" اس سوال کو آگے بڑھاتے ہوئے فرمایا … کی کتب سے قصے کہانیاں سنا کر سامعین کو جمع کر لیتے ہیں … حاصل کر کے معاوضہ وصول کر لیتے ہیں۔" فرمایا کہ معذرت … ہے اور فرمایا "ہر قوم کے بادشاہ کا ایک خصوصی لقب ہوا کرتا ہے جس سے اس قوم کا بادشاہ پہچانا جاتا ہے۔" علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ کا نام ہے علامہ یحییٰ بن شرف نووی … فرماتے ہیں کہ

فارس (ایرانیوں) کے بادشاہ کا لقب کسریٰ ہے، روم کے بادشاہ کا لقب قیصر ہے اور حبشہ کے بادشاہ کا لقب نجاشی ہے، اور ترک کے بادشاہ کا لقب خاقان ہے، اور قبطیوں کے بادشاہ کا لقب فرعون ہے، اور مصر کے بادشاہ کا لقب عزیز ہے، اسی طرح ہندوؤں اور سکھوں کے بادشاہ کا لقب راجہ اور مہاراجہ ہے، انگریزوں کے بادشاہ کا لقب جارج اور ایڈورڈ ہے، اور مسلمانوں کے بادشاہ کا لقب سلطان ہے، تمام مسلم ریاستوں کے سربراہ کو خلیفہ کہا جاتا ہے۔ بہر حال یہاں فقیر جو بات عرض کرنا چاہتا ہے وہ یہ ہے کہ حدیث پاک میں واضح طور پر آیا ہے اور ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کافر بادشاہوں کے نام دعوت اسلام کے خطوط ارسال فرمائے۔ (اس کے بعد جو کچھ ہوا احادیث میں موجود ہے) جس سے واضح ہو کہ حکمرانوں کی گمراہی بے دینی اور ان کی جملہ برائیوں کی نشاندہی کرنا خواہ خطوط کے ذریعے ہو یا قولاً ہو یا فعلاً کسی طرح بھی ہو سنت رسول ﷺ ہے۔ کہ ان کی بے حیائی، عریانی، فحاشی، چور بازاری، رشوت، سود، ظلم و ستم، قتل و غارتگری، قومی اور گروہی فرقوں کے خلاف سنت رسول ﷺ پر عمل کریں۔" اور یہ اعلائے کلمۃ الحق عند سلطان جابر آج بھی ہے، مگر کوئی بھی علماء، مفتی، شیخ الاسلام، پیر طریقت صاحب، غیر سیاسی متقی صاحب نہ جانے کیا کیا صاحب آواز بلند کرنا تو دور کی بات ہے بلکہ جو توفیق الٰہی سے آواز بلند کرتے ہیں یہ ان کا ساتھ دینا تو دور ان کو بہت برا سمجھتے ہیں، اپنے آپ کو بڑے فخر سے کہتے ہیں کہ ہم لوگ غیر سیاسی ہیں، فقیر ان کو غیر سیاسی نہیں کہتا وہ سیاست دان ہیں بہت بڑے سیاست دان مگر ڈرپوک، بزدل جن کو موت سے ڈر لگتا ہے، بہرحال پھر بھی وہ بہت بڑے عاشق رسول کہلاتے ہیں۔" فرمایا "یہ حدیث مبارکہ میں سیاست کی یہ تعریف ہے

حدیث مبارکہ کی روشنی میں سیاست کی تعریف:

ارشاد نبوی ہے

عن ابی حازم قال قاعدت اباهريرة خمس سنين فسمعته يحدث عن النبی صلى الله عليه وسلم قال كانت بنو اسرائيل تسوسهم الانبياء كلما هلك نبی خلفه نبی وانه لانبی بعدی وسيكون خلفاء فيكثرون الخ (مسلم شریف کتاب الامارۃ) ترجمہ: ابو حازم کہتے ہیں کہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ پانچ سال رہا میں نے ان کو نبی اکرم ﷺ کی یہ حدیث بیان کرتے ہوئے سنا کہ بنی اسرائیل کے انبیاء ان کا سیاسی انتظام کرتے تھے۔ جب ایک نبی کا وصال ہوتا تو دوسرا نبی اس کا خلیفہ ہو جاتا، بلاشبہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے اور عنقریب میرے بعد بکثرت خلفاء ہوں گے الخ۔

سیاست کی تعریف:

جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے کہ بنی اسرائیل کے انبیاء ان کا سیاسی انتظام کرتے تھے۔ علامہ زبیدی نے (تاج العروس ج ۴ ص ۱۶۹ میں) لکھا ہے کہ سیاست کا معنی ہے کسی چیز کی صلاح کا انتظام کرنا۔ علامہ ابن منظور افریقی (لسان العرب ج ۶ ص ۱۰۸) لکھتے ہیں۔ ''ساس کا معنی ہے امر (حکم دیا) حدیث میں ہے، بنی اسرائیل کے انبیاء ان کی سیاست کرتے تھے یعنی ان کے معاملات کے متولی تھے، جس طرح امراء اور حکام رعیت کے معاملات کے متولی ہوتے ہیں۔'' سیاست کے معنی ہیں، کسی چیز کی صلاح کے لیے اقدامات کرنا، سیاست ساس کا فعل ہے، ساس

مویشیوں کی دیکھ بھال اور نگہبانی کرنے والے کو کہتے ہیں، والی اور حاکم بھی اپنی رعیت کی دیکھ بھال اور نگرانی کرتا ہے۔ سوس کا معنی ہے کسی کے لیے کسی چیز کو مزین کرنا۔

سیاست کے اصطلاحی معنی

اصطلاح میں سیاست کا معنی ہے، ملک کے داخلی اور خارجی استحکام کے لیے غور و فکر اور تدبر کرنا، الجھے ہوئے اور پیچیدہ مسائل کا حل تلاش کرنا، قوم کے دکھ درد دور کرنے اور اس کی فلاح و بہبود کے لیے لائحہ عمل بنانا، تمام انبیاء کرام میں یہ چیز قدر مشترک ہے کہ ہر نبی نے اعلاء کلمۃ الحق بلند کیا۔ اپنے دور کی شخصی آمریت، نمرودیت، فرعونیت کے خلاف آواز حق بلند کرتے رہے، علماء ملت اسلامیہ چونکہ انبیاء کرام کے وارث ہوتے ہیں، اس لیے وہ انبیاء کرام کے اس مشن (سیاست) کو ہر دور میں زندہ رکھتے ہیں۔

امام شاہ احمد نورانی صدیقی نے پندرھویں صدی میں سنت انبیاء (سیاست) کو بھی زندہ کیا اور اس پندرھویں صدی کے مجدد کہلائے اور یہ جو اہل مغرب نے بدعت پھیلائی کہ علماء کا کیا کام سیاست کرنا، کو خوب ذلیل و خوار کیا۔

اور اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سیاست سنت انبیاء ہے۔

☆☆

امام الشاہ احمد نورانی صدیقی

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ ”اللہ تعالیٰ دینِ اسلام کے باغ میں ہمیشہ نئے نئے پودے لگاتا رہے گا۔ جن کو اپنی اطاعت میں استعمال فرمائے گا“ اس ارشادِ مبارکہ کی روشنی میں ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہر صدی میں ایسے رجال (مجددین) کار پیدا کیے ہیں جن کے وجود سے گلشنِ اسلام ہمیشہ سرسبز وشاداب رہا ہے، جو اس دینِ اسلام کے باغباں رہے اور انہوں نے دینِ اسلام کی آبیاری کی، اس کی سرسبزی وشادابی کو قائم ودائم رکھا اس میں نئے نئے گل بوٹے لگائے۔ جن کے طفیل قال اللہ تعالیٰ وقال الرسول کی پاکیزہ صدائیں مشامِ جاں کو معطر ومنور کرتی رہیں۔ جن کے انفاسِ قدسیہ سے جذباتِ ایمانی میں تازگی رہی، ایسے افراد سے کوئی صدی (زمانہ) خالی نہیں رہی، اس پندرھویں صدی میں ان ہی رجال (مجددین) کار میں سے ایک عظیم شخصیت قائدِ ملتِ اسلامیہ امام الشاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ذاتِ گرامی بھی ہے“ جنہوں نے پوری دنیا میں دینِ اسلام کی حفاظت کا فریضہ انجام دیا، عالمِ دنیا میں کوئی ہی ایسا ملک ہوگا جس میں آپ نے اسلامی کالج، اسلامی یونیورسٹی، دارالعلوم، مساجد، مدارس قائم نہ کیے ہوں اور لاکھوں کی تعداد میں غیر مسلموں کو دینِ اسلام کی شمع عطا نہ فرمائی ہو۔

آپ اپنے وقت کے ولیِ کامل، مجاہدِ اعظم، مجددِ دین وملت، اور مسندِ سلوک و احسان کے صدر نشیں تھے۔ آپ نے اپنے وعظ وارشادات اور بیعت واصلاح کے ذریعے لاکھوں افراد کی رہنمائی فرمائی اور انہیں راہِ راست پر گامزن کیا۔ آپ

پندرھویں صدی کے جید عالمِ دین، ایسے عالمِ دین کہ جن کے وجودِ مسعود سے اہلِ علم ودینِ اسلام کا وقار قائم ہوا۔

آپ علم وعمل کا مجسمہ، مکارمِ اخلاق کا نمونہ، اور زہد وتقویٰ کے پیکر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فتنۂ قادیانیت کے تعاقب کے میدان کو بھی آپ کے سپرد کیا۔ امام شاہ احمد نورانی صدیقیؒ نے قادیانی شبہات کے تار وپود بکھیرے، قادیانیوں سے مناظرے اور مباہلے کیے، قادیانی سربراہ کو مناظرے اور مباہلے کی دعوت دی، دیگر قادیانیوں کو دعوتِ اسلام دی، مسلمانوں کے دین وایمان کو بچانے کے لیے امام نورانی نے ہر ملک، ہر شہر، ہر گاؤں اور ہر بستی پہنچ کر قادیانیت کا ناطقہ بند کیا، جس وقت قادیانیوں نے امام نورانی کے خلاف مقدمات قائم کیے تو آپ نے ہر ملک میں پہنچ کر مقدمہ لڑا، جس ملک میں مقدمہ ہوتا امام نورانی اسی ملک میں ڈیرے ڈال دیتے، ہر جگہ کامیابی اُن کے قدم چومتی، اسی لیے امام شاہ احمد نورانی صدیقیؒ کو عالمِ اسلام کے جید علماء اور مشائخ عظام نے فاتحِ قادیانیت اور امامِ وقت قرار دیا۔

امام نورانی نے امتِ مسلمہ کو نئے انداز اور جدید پہلوؤں سے مسئلہ قادیانیت سمجھانے کی کامیاب کوشش کی، یہ عظیم کارنامہ بھی اُن کا ایک تجدیدی پہلو ہے۔

اس لیے جمہور علماء ومشائخ، سکالرز اور دانشوروں نے باتفاق رائے اور شرعی قواعد واصول کی روشنی میں حضرت قائدِ ملتِ اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقیؒ کو پندرھویں صدی کا مجدد کامل قرار دیا۔ آپ کے علم وفضل وکمال کا اعتراف کرتے ہوئے آپ کی عہد زندگی کے مختلف پہلوؤں پر کتب ورسائل اور تقاریر کے ذریعے اپنے اپنے انداز سے امام نورانی کو چمنستانِ علم وادب کے شاداب وبے مثال گلدستہ

قرار دیا۔ راقم الحروف اُن جید علمائے ومشائخ کے اقوال قارئین کی نظر کرے گا۔

امام نورانی فرماتے ہیں

اے لوگو! میری بات سنو اور یاد رکھو کہ جس طبقے نے عالمگیر کی تلواروں پر حکومت کی، عباسیوں کی جلالت پر اپنے اقتدار کا پرچم لہرایا، وہ علماء حق ہی تھے۔ وہ نبی کے سچے غلام اور عاشقانِ مصطفٰے تھے، وہ نہ تو کسی مغرور کے دبائے دبے، نہ کسی دھمکی سے اُلجھے، نہ کسی بدزبان بے لگام کو بُرد کا برابر سمجھتے، وہ صرف اور صرف اپنے خدا سے ڈرتے، حق گو اور وہی حق پرست قرار پائے، وہ اللہ تعالیٰ کی زمین پر صرف اس دینِ حق کا اقتدار چاہتے ہیں جو رسول اللہ ﷺ لے کر تشریف لائے، ہندوستان کو آزادی ملی، تو جنگ آزادی میں علماء ومشائخ ہی صفِ اوّل میں رہے۔ سرخیل آزادی سالار حریت علامہ فضل حق خیر آبادی جیسے جید علماء ومشائخ نے اس چمن آزادی کو اپنے خون سے سینچا۔

دورِ حاضر میں علماء کا کردار کیا ہونا چاہیے :۔

امام شاہ احمد نورانی صدیقیؒ نے ایک جگہ اور ارشاد فرمایا۔

''ایسے حالات میں اسلامی نظام کے نفاذ کی جدوجہد تمام ذاتی مفادات سے بالا تر ہو کر کرنا ضروری امر ہے، مگر کتنے افسوس کی بات ہے کہ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے باغی ہیں اُن کی حمایت اور وفاداری کی جائے اور ان باغیوں اور نافرمان لوگوں سے تعلقات اور اُن سے گٹھ جوڑ کیا جائے باوجود اس کے علماء حق علماء دین، مشائخ اور پیر طریقت نہ جانے کیا کیا کہلاتا۔ علماء حق کی شان تو یہ ہے کہ ان

باغیوں اور اسلام کے غداروں سے کھل کر علمِ بغاوت بلند کیا جائے، یہی محبتِ رسول، اور یہی خوفِ خدا کا تقاضا ہے۔'' آپ نے فرمایا کہ ''کیا موجودہ حکمران اللہ اور رسول کے احکامات کے باغی نہیں؟ اگر باغی ہیں تو دینِ اسلام ان کے خلاف ہر مسلمان کو جہاد کا حکم نہیں دیتا؟ اگر جہاد کا حکم ہے تو کتنے علماء ہیں جو اس وقت ان لوگوں کے خلاف جو نفاذِ اسلام میں سب سے بڑی رکاوٹ ہیں۔ جہاد کر رہے ہیں؟''

ایک تقریر میں فرمایا ''ملکِ پاکستان غیر اسلامی نظام پر چل رہا ہے۔ اسلام کے مدعی کو ان کے خلاف بغاوت کرنے سے گھبرانا نہیں چاہیے۔'' آپ فرماتے ہیں۔

''یہ کیسی ولایت ہے، یہ اسلام دوستی ہے، یہ کیسا عشق رسول کا دعوٰی ہے؟ نہیں نہیں بلکہ یہ کیسی مسلمانی ہے، کہ اُن منافقین حکمرانوں کے خلاف احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کے لیے آواز اُن کے حلق سے نہیں نکلتی، افسوس صد افسوس۔

جبکہ اُن کے ظلم وستم رشوت، سفارش، شراب نوشی، ناچ، گانے، شخصی آمریت، یزیدیت، اور فرعونیت سے نجات دلانا، ظالم و جابر، حاکموں کے ظلم وستم سے مظلوم انسانوں کو بچانا، ان کے سامنے اعلاء کلمۃ الحق بلند کرنا، علمائے حق پر فرض ہے۔ جہاد اور اعلاء کلمۃ اللہ سے جی چرانے والا کبھی عاشق رسول نہیں ہو سکتا۔''

آپ نے مزید ارشاد فرمایا ''اسلام کے عادلانہ نظام سے جان چھڑانا اور وقت کے عیاش اور جابر و ظالم حکمرانوں کے خلاف آواز بلند نہ کرنے والا'' ولی اللہ ہو ہی نہیں سکتا۔''

ایک مقام پر ارشاد فرمایا ''دینِ اسلام نے ایسے ظالموں کے خلاف جہاد کا

حکم دیا ہے، اُن کے سامنے عدل و انصاف، مساوات، انسانی حقوق کے تحفظ اور تحفظ ناموسِ رسالت، نظام مصطفےٰ کی بات کرنا، اُن کے ظلم کے خلاف آوازِ حق بلند کرنا، یہی عشقِ رسول ہے، اور یہی ایمان کا تقاضا ہے۔'' اور یہی سنت امام حسین بھی ہے۔''

آپ نے ارشاد فرمایا ''ان نام نہاد سیاسی شعبدہ بازوں کے خلاف بروقت لوگوں کو پیغام حق پہنچانا۔ جو لوگوں کی جانوں پر کھیل کر اقتدار کے مزے لے رہے ہیں اُن کے خلاف آواز بلند کرنا، اُن کی عیاشیوں اور بدمعاشیوں کا حساب لینا، اسلامی نظام کے نفاذ کی بات کرنا، عدل و انصاف کے قیام کے لیے اپنی جانوں کی قربانیاں پیش کرنا، اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے والوں کے خلاف لڑنا، علماء حق کا مشن ہے، یہ سُنت حسینی ہے اور سنت انبیاء بھی ہے اور یہی عاشقانِ مصطفےٰ کا عمل ہے۔ جو ان امور سے گھبرائے اور باوجود اس کے وہ متقی پرہیزگار عاشق رسول، بنتا پھرے اور ولایت و مجددیت کے دعوے کرے تو اس سے بڑھ کر اسلام کے ساتھ خیانت اور کوئی نہیں ہو سکتی۔'' امام شاہ احمد نورانی نے ارشاد فرمایا۔'' آج اسلاف کے کارنامے محض محفلوں کی زینت اور ذہنی عیاشی کے لیے بیان کیے جاتے ہیں، جن صلیبی قوتوں سے ہمارے اسلاف صدیوں تک ٹکراتے رہے آج ہم اُن ہی اسلام دشمن صلیبیوں کے ریزہ خوار اور وفادار حکمرانوں کے خلاف آواز تک بلند کرنا پسند نہیں کرتے۔ بلکہ جو کوئی اُن کے خلاف آواز بلند کرے اُن کو بھی برا سمجھا جاتا ہے۔ یہ ان کا تقویٰ اور پرہیزگاری اور عشق رسول ہے۔''

(نعوذ باللہ من ذالک)

تجدید و احیائے دین کا جمان



پندرھویں صدی کے مجدد کا اعلان

فرمان امام شاہ احمد نورانی
نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسم شبیری

سیرت نبوی ﷺ اور انقلابی جد و جہد اور ہم، کیا دین اسلام ایک دو رسم کے ادا کرنے کا نام ہے، ہرگز نہیں، اگر دین اسلام چند رسمیں ادا کرنے کا نام ہوتا تو آقا علیہ السلام مکہ مکرمہ چھوڑ کر مدینہ طیبہ ہجرت نہ فرماتے، بدر و احد کے غزوات بھی برپا نہ ہوتے، خندق و حنین کے معرکے اور طائف کے واقعے پیش نہ آتے، جسد اقدس لہولہان نہ ہوتا، دندان مبارک شہید کرانے کے مواقع نہ آتے، کیا مشرکین قریش کے ساتھ یہ سمجھوتہ نہیں ہو سکتا تھا کہ سلطنت، حکومت، اقتدار، معیشت، کاروبار، سرداری، وزارت، حکومت سب لے لو مگر ہمیں چند مذہبی رسمیں ادا کرنے دو۔ پے در پے جنگیں، یکے بعد دیگرے معرکے، اس لئے کہ یہ دین حضور ﷺ کے ضابطے بدلنے والا دین ہے، یہ دین معاشرے کا چلن بدلنا چاہتا ہے، اقتدار و حکمران کے انداز بدلنا چاہتا ہے۔ آقا علیہ السلام کی حیات طیبہ اور آپ کی جد و جہد ایک عمل مسلسل تھا ایک تحریک تھی، ایک انقلاب تھا، اگر ہم چاہتے ہیں کہ دین پھر سے زندہ ہو جائے امت کے احوال بدل جائیں، دین کی اقامت اور اس کا نفاذ عمل میں آجائے۔ ہمارے مقدر پر محیط اندھیرے چھٹ جائیں، دین کا نور شرق سے غرب تک پھیل جائے، عالم اسلام کی تقدیر بدل جائے، ظلم و استحصال اور طاغوتی و باطل اقتدار کی تاریک رات رخصت ہو جائے اور نظام مصطفی ﷺ کے انقلاب کا سورج طلوع ہو جائے تو ملک و ملت پر جو ڈاکو مسلط ہیں، چور مسلط ہیں، شرابی مسلط ہیں، قاتل اور بھتہ خور اور لٹیرے مسلط ہیں، عزتیں لوٹنے والے مسلط ہیں، رشوتیں لینے والے مسلط، یہودیوں کے دلال مسلط ہیں، عریانی و فحاشی و بدکاری عام کرنے والے مسلط ہیں، ان کے سامنے نظام مصطفی بن جانا ... میں قدم رکھنا ہے، یہی وجہ ہے کہ آج پاسبان لٹنے پڑے۔ کعبے کو صنم خانے سے، کبھی ہم نے اپنی اپنی حالت زار کے اسباب معلوم کئے؟ نہیں ہرگز نہیں، آخر کیوں؟ ہمارے لئے ایک المیہ ہے، اور یہی لمحہ فکریہ بھی کہ ہمارے سر پر باطل و طاغوتی اقتدار ہے، اس باطل اور کافرانہ نظام کو جڑ سے اکھاڑنے کے لئے اس یہودی نظام کو بدلنے کے لئے سیرت نبوی ﷺ کے انقلابی پہلوؤں پر چلنا ہوگا، یہ خون کے دھبے اشکوں سے نہیں خون ہی سے دھوئے جا سکتے ہیں۔ دہشت و بربریت کا انسداد بے بسی اور کمزوری سے نہیں طاقت اور قوت ہی سے ہو سکتا ہے، توپوں کی گرج کو دردمندی کی چیخوں سے نہیں شیران محمد ﷺ کی گرج ہی سے خاموش کیا جا سکتا ہے اور جو جنگیں ہم پر مسلط کی جا چکی ہیں، ان کا خاتمہ دعاؤں سے نہیں بلکہ جنگوں ہی سے ممکن ہے۔ وقت کی آواز جہاد کے جواز کا اعلان کر رہی ہے قدرت پرستاران حق کی طرف دیکھ رہی ہے۔ کیونکہ دنیا کفر اور باطل کی آگ میں جل رہی ہے اور مجبور، مظلوم، انسانیت سپہ سالار مدینہ کو تلاش کر رہی ہے اور ہمارے حکمرانوں کے لئے مغربی ڈاکٹر قاضی الحاجات کا روپ دھار رہے ہیں، یہ سب کچھ ہوا اور اس سے بھی آگے بہت کچھ ....؟!!!!

امام الشاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ

نورانی تو ہے دین محمد کی آبرو — تیرے خلوص و عظم کا چرچہ ہے چار سو
دنیا میں کر دیا ہے سنیت کو سرخرو — للکار سن کے تیری ہراساں ہوا عدو
ملت کو ہر محاذ پہ درس عمل دیا — انداز فکر قوم کا یکسر بدل دیا
فتنوں کو اپنے نعرۂ حق سے کچل دیا — دشمن کو جو جواب دیا بر محل دیا
زندہ کیا ہے دین رسالت مآب کو — پھیلا دیا ہے درس حدیث کتاب کو
روکے اب ارض پاک میں اس انقلاب کو — یہ حوصلہ کہاں کسی خانہ خراب کو
اللہ رے یہ شان یہ شوکت یہ مرتبہ — صدیق کا سا عظم عمر کا سا دبدبہ
عثمان کا سا حلم علی کا سا ولولہ — نعرہ ہے تیرے قصر کے ربوہ میں زلزلہ
اے حضرت علیم کے فرزند ارجمند — پرچم مصطفی کو کیا ہے تو نے سربلند
ہر فعل تیرا دلنشیں ہے ہر قول دل پسند — اے کاش تیرا نیر اقبال ہو بلند
ہر قلب مضطرب کی دعا تیرے ساتھ ہے — تائید شاہ کرب و بلا تیرے ساتھ ہے
سرکار دو جہاں کی رضا تیرے ساتھ ہے — اے رہنمائے قوم رب محمد تیرے ساتھ ہے
تو وارث شاہ شریعت امام ہے — اعلائے دین حق کی لگن صبح و شام ہے

نازاں ہے جس پہ قوم وہ عالی مقام ہے
جامی کو تیری مدح میں پھر کیا کلام ہے

منجانب ادارہ تحقیقات امام الشاہ احمد نورانی صدیقی القادری رحمۃ اللہ علیہ



اسلامی ثقافت واقدار کے محافظ صرف اور صرف دینی مدارس ہیں

دینی مدارس دراصل علمی سپوت پیدا کرنے کی فیکٹریاں ہیں

اللہ تعالیٰ رب العزت کی وسیع و عریض زمین پر پھیلے ہوئے، دینی مدارس یقیناً تحفظ اسلام کے ضامن ہیں، جہاں پر تعلیم وتربیت، دین اسلام کی نشر و اشاعت اور فرزندان اسلام زیور علم وعمل سے آراستہ ہو کر دین اسلام کی تبلیغ کا عظیم فریضہ سرانجام دیتے ہیں، جہاں پر علماء، فضلا اور حفاظ کرام اپنے سروں پر تاج علم وفضل سجائے دین وسنت کے چراغ روشن کرتے ہیں، ان علم وادب کے گلشنوں سے دین اسلام کی آبیاری وشادابی ہوتی ہے ان دین اسلام کے قلعوں سے اسلام مخالف قوتوں، عیسائیت ویہودیت اور قادیانیت جیسے خطرناک جراثیموں کے خاتمے کی ادویات تیار کی جاتی ہیں، لیکن بعض بدنصیب دینی اداروں میں منہاج القرآن کی آڑ میں فکری ارتداد اور مسیحیت، یہودیت نوازی، عیسائیوں کو بلا کر کرسمس ڈے منا کر دین اسلام کی جگ ہنسائی ورسوائی کے اسباب پیدا کر رہے ہیں اور بعض پر دہشت گردی کے الزامات ہیں جبکہ اسلام اور دہشت گردی دو متضاد چیزوں کا نام ہے جنکا دین اسلام سے کوئی واسطہ نہیں یہ محض دین اسلام کی مذہبی روایات کو بدنام کر رہے ہیں مگر الحمدللہ خالصتاً دینی ادارے ان سب خرافات کے مخالف ہی نہیں بلکہ ہمہ وقت ان کے سد باب کے لئے شب وروز کوشاں ہیں بلکہ دین اسلام کی پاکیزہ اقدار وروایات اور دین اسلام کے ابدی اصولوں کی آبیاری کر رہے ہیں، ان دینی اداروں، مذہبی مدرسوں اور اسلامی درسگاہوں میں "**الجامعة اسلامیه منهاج الفرقان (ٹرسٹ)**"

ST-16، بلاک 13 گلستان جوہر کراچی، زیر تعمیر وتکمیل ہے۔ جس کی نگرانی حضرت علامہ مولانا مفتی محمد بشیر القادری مہتمم دارالعلوم ہذا حسن وخوبی سے سرانجام دے رہے ہیں اہل عقیدت وثروت اور مخیر حضرات سے تعاون کی اپیل ہے۔

منجانب: ٹرسٹی انتظامیه دارالعلوم هذا

رابطہ: **0321-2907739**